سراج الاسلاف اخلاف السراج

نسب تحفظ کی چیز ہے

تفاخر کی نہیں

مسلم شرفاء کیلئے موعظت و بصیرت

اور

وصیت و نصیحت

از افادات

حضرت مولانا محمد سراج الحق صاحب صدیقی مچھلی شہری رح

باہتمام

محمد القدوس خبیب رومی نبیرۂ مصنف

کتبہ محمد زاہد نواز مظاہری کاسنہ ۲۰۰۰ء

حمد و نعت و منقبت

تمام تعریفوں کا مستحق صرف وہ آفریدگار اور پروردگار ہے جس نے مٹی کے پتلے میں ایک خاص پانی پیدا کیا اور شہوت کی آگ سے اس میں نطفہ کی ہوا ڈالی پھر ان چاروں عناصر کی مناسب آمیزش سے بشر بنا کر اسے والدین کی طرف "نسب" سے جوڑا اور اولاد کی طرف "صہر" و دامادی سے ملایا۔

اور پاک ذات ہے، وہ جس نے تمام اولادِ آدمؑ کو "احسنِ تقویم" کی تشریف و تکریم سے ممتاز فرما کر مزید کرامت کا درجۂ افتخار "تقویٰ اور زیادتِ تقویٰ" سے وابستہ کر دیا یہاں تک کہ اسی تقویٰ (بداخلاقی سے بچنا اور کفر سے بچنا بھی) کے نہ ہونے پر کنعان کے متعلق جو نبی زادہ تھا حضرت نوح علیہ السلام سے خطاب میں صاف فرما دیا کہ "وہ تمہارے گھرانہ کا فرد ہی نہیں کیونکہ اس کے عمل اچھے نہیں" اور بنی اسرائیل جیسی عظیم الشان پوری قوم کو۔ کہ سب کی سب اپنے عہد کی "سیدزادی اور نبی زادی" تھی اسی عدم تقوائے کفر پر لسانِ داؤد و عیسیٰ علیہما السلام کے ذریعہ ملعون و مغضوب فرما کر بندر اور سور کی شکل میں مسخ فرما دیا۔

اور درود نامحدود اس "امام رسل پیشوائے انام" علیہ وعلےٰ جمیع اخوانہ الانبیاء الصلوٰۃ والسلام پر جس نے ایک طرف اپنی جگر گوشہ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو یہ قیمتی نصیحت فرمائی کہ "بیٹی فاطمہ! خود نیک عمل کر قیامت میں

(اگر خود تیرا عمل نیک نہوگا تو) محض یہ فخر تیرے کام نہ آسکیگا کہ تو محمدؐ کی بیٹی ہے،، اور دوسری طرف صاف فرمادیا کہ جو بھی (اسلام کے ساتھ) میرے طریقے پر چلتا رہا بس وہ میری آل میں داخل ہے. اور فرمایا ہر تقویٰ (ایمان واخلاق) والا شخص محمدؐ کی آل ہے، نیز خدا کی رحمتیں اور برکتیں ہوں تمام اصحاب نبوی خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق۔ عمر فاروق. عثمان غنی. علی مرتضیٰ حسن حسینؓ رضی اللہ عنہم اور اہل بیت نبوی یعنی ازواج الرسول خصوصاً حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ وسیدہ عائشہ صدیقہ وسیدہ حفصہ رضی اللہ عنہن اور بنات الرسول خصوصاً حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا پر کہ ان تمام حضرات نے نسب پر حسب کو ترجیح دینے کا چرچا پھیلایا اور نسل کو نہیں بلکہ عمل کو شرف کا ذریعہ بنایا اور بتایا۔

شرافت اور نسب

اس میں شک نہیں کہ شرف نسب یعنی کریم النفس اور شریف العمل آباء واجداد کی اولاد میں ہونا خدا کی نعمت اور بندہ کی خوش نصیبی ہے۔ مگر اس کا حق دل سے خدا کا شکر کرنا اور کرتے رہنا ہے، نہ کہ لوگوں میں مبالغہ کیساتھ ذکر اور اس پر فخر وکبر۔ کرامت نسب اور فضیلت حسب پر شکر ادا کرتے رہنا دل میں خوش ہونا فرحِ شکر ہے۔ جو روا اور جائز ہے. اسی طرح کسی ضرورت پر لوگوں سے اس نعمت

رہنما البشر

کا ذکر بھی تحدیث بالنعمۃ کی نیت سے روا اور درست ہے، لیکن کرامت نسب کا لوگوں سے اظہار اور اس پر فخر و کبر ایک وبال ہے۔ ہر نعمت کی طرح اس نعمت پر بھی اگر دل سے صرف خوش ہوتا اور اتراتا رہا اور اس نے شکریہ نہ ادا کیا تو یہ "عُجب" ہے جو بہت بڑا گناہ ہے۔

اور اگر لوگوں میں اس کا اظہار کیا اسلئے کہ لوگ میری عزت کریں تو یہ "حبّ جاہ" ہے۔ جو عُجب سے بڑھکر گناہ ہے۔

اور اگر لوگوں میں اس کا اظہار کر کے دوسروں کو اپنے سے حقیر و ذلیل بھی سمجھا تو یہ "کبر" ہے۔ جو صفت خدا کیلئے خاص ہے اور اسی کو زیبا ہے۔ غیر خدا کیلئے یہ کفر سے بھی بدتر گناہ ہے اور یہی ابلیس کے کفر کا سبب بنا تھا۔ اعاذنا اللّٰہ من الکبر وحب الجاہ والعُجب!

پس ذکر نسب کا صرف ایک پہلو روا ہے بلکہ دین ہے اور اس کے تین پہلو ناروا اور دنیا ہیں حدیث "اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَلَا فَخْرَ" ہمکو یہی تعلیم دیتی ہے۔ لوگ عموماً شرافت کا مطلب صرف "نسب کی عمدگی" سمجھتے ہیں۔ آپ کو کتنے ہی ایسے آدمی ملیں گے جنکے خود اپنے عمل نہایت گندے مگر زبان پر جا و بیجا موقع و بے موقع کرم نسب کا چرچا اس بلند آہنگی سے کہ مخاطب کی تحقیر کھلے الفاظ میں کرتے رہتے ہیں یہ تو زبان کا حال ہے۔

اور جو کچھ انکے سینوں میں چھپا ہے وہ تو کہیں اس سے بڑھکر ہے، کہ مسجد کا امام حافظ

عالمِ باعمل، درویش سب کچھ مگر اس کے پیچھے نماز پنجگانہ یا نماز جمعہ نہیں پڑھتے۔ حالانکہ وہ اگر غور وانصاف سے دیکھیں تو انکو معلوم ہو کہ جس مورث اعلیٰ کی طرف وہ اپنا انتساب کرتے ہیں خود انکی قدر ومنزلت بھی انکے زمانہ میں (اور آج تک) صرف اسلئے ہے کہ "انکے اعمال واخلاق دوسروں سے بہتر اور شریعت کے مطابق تھے"

تو جب شرفِ نسب کی اصل بھی "حسنِ عمل اور فضیلتِ دین اور کرم وتقویٰ" نکلی تو ذکرِ نسب سے عقل سلیم کا تقاضہ ہے کہ اپنے مورثِ اعلےٰ کی نقل وتقلید، اقتدا، واتباع زیادہ کریں۔ کیونکہ اچھّے اور متقی اجداد کی اولاد میں ہونیکی وجہ سے اِن پر (دوسروں سے زیادہ) ذمہ داری بھی ہے اور انکو آسان بھی ہے

علم وعمل، مکارمِ اخلاق دوسروں سے زیادہ حاصل کر کے اپنے کو خلف الصدق اور اپنے دعوے کی تصدیق اور دلیل اور اپنے مورث کی طرح عزت کا مستحق بنالیں۔ ورنہ بغیر علم اور مکارمِ اخلاق کے اور بغیر عمل وتقویٰ کے زبان سے اپنے فضل وشرف کا دعویٰ نہ معقول، نہ مقبول، بلکہ اپنے ساتھ اپنے بزرگوں اور مورثِ اعلےٰ کو بھی ہنسوانا ہے

پس شرفِ عمل اور کرمِ خُلق والے کو تو اس کا حق ہے کہ شرافت کا دعویٰ کرے کیونکہ دلیل خود اس کا عمل ساتھ ہی موجود ہے۔ خواہ اس کا نسب کتنا ہی کم ہو لیکن محض شرف نسب والا (بغیر علم وخُلق وتقویٰ کے) ہرگز اس کا مستحق نہیں کہ شرافت کا دعویٰ کرے، دعوے کیساتھ دلیل نہ ہونیکی وجہ سے اسکی شرافت خود اپنے لئے

بھی اور دوسروں کیلئے بھی وبال ہے۔ شر اور آفت کے مجموعہ کے سوا اور کچھ نہیں!

اپنی ذات مکارم اخلاق سے عاری ہو اور مورث کے مکارم اخلاق پر فخر کرے یہ استخواں فروشی ہے اسی کو" پدرم سلطان بود" کے عنوان سے یاد کیا جاتا ہے۔

اوپر کہا گیا کہ نسب پر فخر دراصل اپنے کسی مورث کی کسی فضیلت پر فخر کرنا ہے۔ تو سمجھنا چاہئے کہ فضیلتیں اگرچہ متعدد ہو سکتی ہیں، مثلاً حسن صوت۔ جمال صورت زور و حکومت۔ زرداری۔ ہنر و دستکاری۔ علم۔ حسن خُلق لیکن بالعموم زور و زر اور علم و خلق کو اہل دنیا زیادہ قدر کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔

مگر حقیقت شناسوں نے بتایا ہے کہ ان میں سے زور و زر محض ظاہری اور دنیوی اور ناپائیدار چیزیں ہیں، مگر چونکہ زور و زر میں ظلم، علو، فساد کا خاصہ ہے اسلئے اہل ظاہر انہیں چیزوں سے دبتے اور انکے سامنے جھکتے ہیں۔

انکی ناپائیداری کا یہ عالم ہے کہ اِدھر زور و حکومت کا خاتمہ ہوا اور اُدھر دنیا نے " اترا شحنہ مرد ک شد نام "، کی مثل پر عمل اور برتاؤ شروع کیا اِدہر زور مال ختم ہوا اور اُدھر لوگوں نے طوطے کی طرح آنکھ پھیرنا اور کتوں کی طرح بھونکنا اور بچھو کیطرح ڈنک مارنا شروع کیا پھر جب خود بگڑے صاحب مال مفلس کیساتھ اہل دنیا کا یہ برتاؤ ہو جاتا ہے تو انکی اولاد کیساتھ اور بھی بُرا برتاؤ کرتے ہیں۔

اسی لئے عقلاء نے کہا ہے کہ" پدرم سلطان بود"، کے نشے میں نہ پڑے رہو

اپنی ذات اور اپنے حال کو انصاف سے دیکھو اور اُسی کے مطابق اہل دنیا کے برتاؤ کے متوقع رہو۔

البتہ علم و فضل (جسکے ماہرین کو حفّاظ، علماء، فضلاء، فقہا، حکماء کہتے ہیں) یا حُسن خلق (جسکے ماہرین کو متقی و پارسا، نیک اور خلیق، صوفیاء و فقراء کہتے ہیں) باطنی دولت اور پائدار فضائل ہیں۔ اور چونکہ ان میں حلم و وقار، عجز و انکسار اور صلاح و تقوی کی تاثیر و خاصیت ہے، اسلئے کیا اہل ظاہر اور کیا اہل باطن سارے ہی انسان اور نہ صرف انسان بلکہ "وحش و جن، طیر و ملک" سبھی اس سے دبتے اور اس کا احترام کرتے ہیں

ان کی پائداری کا یہ حال ہے کہ ایک طرف تو ان باطنی فضائل کے پرتو سے وہ ظاہری فضائل مذکورہ یعنی زور و زر خود بخود حاصل ہونے لگتے ہیں گویا یہ علم و خُلق مخدوم ہیں اور زور و زر خادم علم و خلق راس المال ہیں اور زور و زر نفع۔ علم و خُلق ذات ہیں اور زور و زر سایہ۔ علم و خُلق دین ہیں اور زور و زر دنیا۔ اور دوسری طرف ان فضائل باطنی کی تاثیر اور گرفت، قلوبِ خلائق پر اتنی زیادہ اور دیرپا ہوتی ہے کہ لوگ خود ان کو تو احترام کی نظر سے دیکھتے ہی ہیں انکی اولاد اور اولاد در اولاد کو بھی صدیوں تک برابر اُسی احترام و اکرام کی نگاہ سے دیکھتے اور انکے ساتھ جاں نثاری اور فدائیت کا برتاؤ کرتے ہیں۔

چنانچہ "استاد زادے، مرشد زادے، پیرزادے، سجادہ نشیں،

صاحب سجادہ، شیخ زادے، سیدزادے،، کی اصطلاحیں موجود اور ان اصطلاحوں کے مصداق اور نمونے اور انکے ساتھ مخلوق کی شیفتگی کے مظاہر آج ہمارے سامنے ہیں اسی طرح خاندانی نسبتیں مثلاً سادات حسنی و حسینی، صدیقی، فاروقی، عثمانی، علوی، عباسی، جعفری وغیرہ صرف اس مورث عالم و صوفی کی کرامت و عزت دکھانے کیلئے حق تعالیٰ عام اہل دنیا کے قلوب میں ڈالتے رہتے ہیں آباء و اجداد ہی کی کرامت و شرافت عزت و فضیلت کا فائدہ ابناء و اولاد کو پہونچنا بھی ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے۔

قرآن میں حضرت خضر کا تیسرا کشف یہی تھا کہ "ان یتیم لڑکوں کا باپ متقی تھا اس کا خزانہ جوان لڑکوں کیلئے ہے اس دیوار کے نیچے دفن ہے۔ لہٰذا اس گرتی دیوار کو درست کر دینا چاہیئے،،

ورنہ بغیر تقویٰ کے اس استاذ زادے، پیر زادے، صحابی زادے بلکہ رسول زادے کا محض اس نسلی انتساب پر عجب (اترانا) یا حب جاہ (دوسروں سے اپنی عزت کے منتظر رہنا) یا کبر (دوسروں کو حقیر جاننا) نہ منقول نہ معقول بلکہ نفس کا دھندا اور شیطان کا پھندا ہے

عقل کا فتویٰ تو یہ ہے کہ جب خود اپنی اور اپنے مورث کی پیدائش کو ہم دیکھتے ہیں کہ گندے پانی اور گندے راستے سے ہوئی ہے اور انسانِ اول علیہ السلام کا پتلہ بھی مٹی جیسے تاریک عنصر سے بنا ہے۔ تو پھر زبان کس برتے پر اترائے اور دل کس بل پر ابھرے

بلکہ اسے تو اپنی گندی پیدائش کو سوچ کر سر کو شرم سے جھکا لینا اور عقل کو اپنے ذلیل ہونے کا اعتراف کر لینا پڑتا ہے۔

رہی نقل تو اس کا فرمان یہ ہے کہ " جو لوگ اپنے مردہ باپ داداؤں پر فخر و غرور کرتے ہیں انہیں چاہئے کہ اس سے باز آجائیں۔ وہ آبا و اجداد تو جہنم کا کوئلہ بن گئے ایسے لوگ اللہ کے سامنے اُس گوبریلے کیڑے سے بھی زیادہ ذلیل ہو کر رہیں گے جو لید گوبر کو اپنی ناک سے لڑھکاتا ہے۔

سنو اللہ تعالیٰ نے (اسلام کی برکت سے) جاہلیت کی اکڑ اور نسب پر فخر کو ختم کر دیا ہے۔ اب تو بس انسان یا تو مومن متقی ہے۔ یا بدکار بدنصیب ہے۔ تمام انسان آدمؑ کی نسل سے ہیں، اور آدم مٹی (جیسی ذلیل چیز سے بنے تھے)" ترمذی شریف کی دوسری حدیث گویا اسی کی شرح ہے " کسی کو کسی پر فضیلت نہیں ہے بجز دین اور تقوے کے کمال کے۔

ایک انسان میں (گو وہ شرف نسب رکھتا ہو) یہ عیوب شرم و عار اور اسکے غیر شریف ہونے کیلئے کافی ہیں کہ وہ غرور سے گفتگو کرنے والا، بدکار و بدگو اور کنجوس ہو۔

البتہ ابو داؤد کی ایک روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ انصاری رضی اللہ عنہ کو جو ایک فارسی کے غلام رہ چکے تھے، جب احد میں یہ کہتے سنا کہ اے مشرک! لے یہ میرا وار سنبھال میں ایک "فارسی" غلام ہوں تو آپ نے اصلاح فرما دی کہ (اگر فخر کرنا ہی تھا) تو تم نے یہ کیوں نہیں کہا کہ میں انصاری غلام ہوں"

اس سے فخر کی اجازت کے ساتھ ہی ساتھ یہ تعلیم بھی نکلی کہ انتساب کرو تو دینِ اسلام

نصرت اسلام وغیرہ کیطرف کرو۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جس دن سے اسلام لائے اس دن سے انہوں نے اپنے کو "سلمان بن اسلام" ہی کہا۔ نسب کا عبث ہونا یہ تو دنیا میں تھا۔ رہا قیامت میں اسکا اثر یا فائدہ تو اس کے متعلق عقل سلیم کا بھی وہی فتویٰ ہے۔ جو نقل صحیح سے ثابت اور ذیل میں درج ہے

قرآن میں ہے کہ "جب صور پھنکے گا تو اُس دن ان (کفار) کا نسب ان کو کچھ فائدہ نہ دیگا اور نہ وہ آپس میں کوئی مفید تجویز پوچھ پاچھ سکیں گے"

اور اسی کی شرح میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قیامت میں سارے نسبی تعلقات ختم وبیکار ہو جائیں گے بجز میرے نسب کے اور میرے سبب اور ذریعہ (کی تعلیم) کے اور میری سسرال اور سمدھیانہ کے"

چنانچہ علماء نے بلکہ خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہی نے اپنے نسب اور سسرال اور سمدھیانہ کا مفید ہونا اسطرح بتایا کہ اس میں اپنے سبب اور تعلیم کی قید لگادی

ارشاد ہے "آل محمد کل تقی" اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے سبب اور تعلیم کا عام مسلمانوں کو مفید ہونا قرآن میں یوں بیان ہوا ہے کہ "اور یہ لوگ بھی جنات عدن میں داخل ہونگے۔ اور ان کے آباء وازواج وذریات میں سے وہ لوگ بھی داخل ہونگے جو صالح وباایمان ہوں (گو عمل میں کم ہوں)" (رعد)

اور سورۂ طور میں فرمایا "جو لوگ مومن کامل ہوں اور ان کی ذریت بھی ایمان کے ساتھ

ان کی پیروی کرے تو (گو وہ ابنا اعمال میں آبا سے کم ہوں مگر) ہم ان کی ذریت کو بھی ان سے لا ملائیں گے''

اسی مضمون کی شرح میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ''ایک مومن کامل جنت میں جائیگا تو کہے گا ہائے میرے ماں (باپ) کہاں ہیں میری بیوی کہاں ہے میری اولاد کہاں ہے تو اس سے کہا جائیگا کہ وہ تمہارے درجہ کو نہیں پہونچے یہ شخص عرض کرے گا اے میرے پروردگار! میں نے جو کچھ عمل کیا وہ اپنے لئے اور ان سب کے لئے تھا۔ تو حق تعالیٰ کی طرف سے حکم ہو گا کہ انکو بھی اسی درجہ جنت میں اسکے ساتھ رکھا جائے۔ ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء!

کفو

اگرچہ نسب کا اعتبار ہمیشہ مرد کی ذات اور خاندانی حیثیت سے کیا جاتا ہے۔ اور اگرچہ علو نسب کا مدار اس پر ہے کہ ماں اور باپ دونوں کے سلسلۂ نسب میں کئی پشتوں تک عصمت[1]، حسن خلق[2]، علو[3] کسب و معاش بھی پایا جائے

[1] یعنی دونوں کے خاندانوں میں کئی پشتوں تک فحش (زنا اور بے پردگی) [2] منکر (بے ہودہ گوئی، کذب، سود خوری، شراب خوری، چوری و قزاقی، قتل وغیرہ) [3] دناءت کسب و معاش (پیشہ ہائے خسیس مثلاً حیاکت، حجامت، خیاطت، بقالت، شخصی

چاکری وغیرہ) کا نشان نہ ملتا ہو

مگر چونکہ نجابت کیلئے ان دونوں کے علاوہ ایک تیسری چیز صحوت نسب بھی بہت ضروری ہے۔ یعنی عورت (زوجہ یا کنیز شرعی) سے مرد کے تعلق کا شرعی ثبوت بھی ہو۔ اور عورت نے پوری امانت و دیانت سے اپنے کو ناجائز تعلق سے بچایا بھی ہو۔

بھر حال صرف نسب کو مدار فخر و مباہات بنالینا ہر لحاظ سے غیر معقول و نامقبول ہے ذاتی اخلاق عالیہ ہی انسان کو معزز و محبوب بنا سکتے ہیں